کورونا کی اِس خوفناک وباء میں ہمارا موقف کیا ہونا چاہئے؟

از

فضیلۃ الشیخ عبد السلام سلفیؔ حفظہ اللہ
(صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی)

[خطاب بتاریخ: ۲/اپریل ۲۰۲۰ء]

تفریغ

الطاف الرحمن ابوالکلام سلفیؔ

صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کورونا کی اِس خوفناک وباء میں ہمارا موقف کیا ہونا چاہیئے؟

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه ونستغفره، وأشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله۔

أما بعد:

اس سلسلے میں کچھ صحیح اور مفید باتیں کرسکوں اللہ تعالیٰ سے توفیق وہدایت کا طالب ہوں اور آپ سب سے توجہ چاہتا ہوں۔

تقدیر پر ایمان ثابت قدم رہنے کی دعوت دیتا ہے:

یہ ہمارے عقیدے کا مسلمہ اور اٹل مسئلہ ہے کہ جو کچھ کائنات میں ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی تقدیر، اس کے ارادے اور مشیت سے ہی ہوتا ہے، کوئی بھی چیز اللہ کی تقدیر سے باہر ہونے والی نہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی تقدیر آسمان وزمین یعنی دنیا پیدا کرنے سے بچاس ہزار سال پہلے لکھ دی ہے، کرونا کی وباء اور ساری بیماریاں اللہ کی تقدیر سے ہی ہیں، یہ ہمارا مسلمہ عقیدہ ہے۔اس لئے جب ہم اس مسلمہ عقیدے پر اٹل رہتے ہیں تو ہم جزع فزع سے اور بہت سی اندرونی بے چینوں سے بچ جاتے ہیں۔

اللہ کی ایک معمولی قدرت کا مظاہرہ اور انسانوں کی بے بسی:

کورونا کی اس وباء نے دنیا کے طاقتور ترین حکومتوں کو بھی ہلا رکھا ہے، انہیں اپنے شکنجے میں کس

رکھا ہے اور ہمارا وطن عزیز بھی آج بڑی تیزی کے ساتھ اس کی لپیٹ میں آرہا ہے۔

یہ وباء، یہ آفت ومصیبت درحقیقت اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ کرونا اللہ کی قدرت کا ایک چھوٹا سے مظاہرہ ہے، یہ بتانے کے لئے کہ دنیا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے ہیچ ہے، بے بس ہے، ساری دنیا اپنی بے بسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہاتھ اٹھا رہی ہے، انسان اپنی بہت ساری سہولیات ، .بہت سارے وسائل اور سورسز کے باوجود .بہت کمزور ہے، ایک معمولی جراثیم سے لڑنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا، یہ کرونا کی وباء انسان کی حیثیت بتانے کے لئے آیا ہے تاکہ وہ سبق حاصل کرے۔

ساری دنیا لاک ڈاؤن اور تالا بند ہورہی ہے، ساری دنیا کو گھروں میں یہ کہتے ہوئے بند کیا جارہا ہے کہ ہم اس سے لڑائی لڑ رہے ہیں، جولوگ اس بیماری سے لڑنے کے لئے میدان میں ہیں، جانیں اپنی جوکھم میں ڈال کر علاج وتدبیر کرنے میں لگے ہوئے ہیں، ان کے پاس بھی سکت نہیں کہ وہ کسی بیمار کو چھو سکیں، اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس بیماری سے لڑائی کے لئے دنیا کے پاس کتنی طاقت کتنی ہے۔

درحقیقت کورونا سے لڑائی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا ہے، جائز شرعی وطبی احتیاط وتدابیر اختیار کرنا ہے، ساری دنیا کو بالخصوص مسلمانوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ آسمان سے نازل شدہ اس آفت اور وباء کا جہاں علاج اور اس کی جائز تدبیریں ہیں وہیں اصل علاج آسمان والے کی طرف رجوع کرنا ہے، توبہ واستغفار کرنا ہے۔

اس لئے جب اس وباء سے ساری دنیا عاجز ہے، ورطۂ حیرت میں ہے، اس کے سامنے بے

بس ہے، تو بالخصوص لوگوں کو اپنے ہاتھوں دنیا میں پھلائے ہوئے فساد، ظلم وجور اور نا انصافیوں، حقوق تلفیوں پر غور کرنا چاہئے، اور حق وہدایت کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔اس طرح کی وباء کا درحقیقت یہی مقصد وسبق ہوتا ہے۔اس طرح کی وبائیں اور اس طرح کے تاکیدی وتہدیدی فیصلے جو سال بہ سال آتے رہتے ہیں، یہ درحقیقت تہدید وتنبیہ اور عبرت کے لئے ہوتے ہیں، تاکہ لوگ اپنے اُن جرائم سے توبہ کریں جن کی بنیاد پر مصیبتیں آتی ہیں، لوگ ظلم وجور سے ہدایت وانصاف کی طرف پلٹ آئیں۔

یہ وبائی مصیبت درحقیقت رحمت ہے:

اِس کورونا کو عالمی وقومی طور پر آفت ومصیبت سمجھا جارہا ہے، بلاشبہ اسے آفت ومصیبت سمجھنا چاہئے، اس کی وجہ سے سبھی لوگ اپنی جگہ پر انتہائی حد تک پریشان ہیں، لیکن یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ وہ مصیبت، وہ بلاء اور وہ وباء جو انسان کو اصل طاقت کی طرف پھیرے حق وانصاف کی طرف سوچنے کے لئے مجبور کرے، جو اللہ کی طرف رجوع اور اس کے ذکر پر آمادہ کرے تو وہ مصیبت درحقیقت رحمت ہے، اس معنی میں یہ رحمت ہے کہ جس مصیبت سے اللہ یاد آئے تو وہ اُس نعمت سے بہتر ہے جس نعمت کو مل جانے کے بعد انسان اللہ کو بھول جائے، سرکش ومتکبر اور ظالم وجابر ہو جائے۔ یہ بات بھی اس وقت سمجھنا از حد ضروری ہے کہ یہ مصیبت جس نے ہمیں اللہ کی یاد پر کھڑا کیا اس نعمت سے بہر حال بہتر ہے جو اللہ سے دور اور غافل کردے۔

اس لئے جزع وفزع کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سوال کرنا چاہیئے، صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیئے، توبہ واستغفار کرنا چاہیئے۔

مومن کے لئے بشارت وخوشخبری:

مومن کے لئے مصیبت میں کئی خیر کے پہلو ہوتے ہیں، جب وہ اس میں مبتلا ہوتا ہے تو توبہ واستغفار اور خیر کا دامن تھام لیتا ہے، اس لئے طاعون، وباء اور بیماریوں کو برا بھلا کہنا سخت منع ہے، کیونکہ یہ بنی آدم کو سنبھلنے کا موقع فراہم کرتی ہیں، اور ان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں، انہیں گنہاوں سے پاک کرنے کے لئے آتی ہیں۔

اللہ کے نبی ﷺ نے ایک انصاری صحابیہ کو دیکھا وہ بخار کی شدت سے کانپ رہی تھیں، آپ نے پوچھا:

"ام مسیب! تمہیں کیا ہوا؟"، انہوں نے کہا: بخار ہے، "لا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا" اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ دے!

آپ ﷺ نے اس وقت انہیں نصیحت کی کہ: "بخار کو برا نہ کہو، کیونکہ یہ آدم کی اولاد کے گناہوں کو اس طرح دور کرتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کرتی ہے"۔ [صحیح مسلم: ۲۵۷۵]

انسان گناہوں سے جب آلودہ ہوجاتا ہے تو اسے پاک کرنے کے لئے بخار اور بیماریاں آتی ہیں، اس معنیٰ میں یہ بیماری ایک مومن کے لئے کتنی بڑی رحمت بن جاتی ہے جب اسے خطاؤں سے پاک ہونے کا موقع مل جائے، اور وہ ہر طرح کی آلودگیوں سے صاف وستھرا ہوجائے۔

اسی لئے نبی ﷺ نے طاعون کے سلسلے میں بھی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال پر فرمایا تھا کہ:

’’یہ طاعون عذاب ہے، لیکن ایمان والوں کے حق میں یہ رحمت ہے، جب کوئی مسلمان کسی بھی طاعون (یا وباء) کا شکار ہو کر کے مرجاتا ہے تو اسے شہادت کا درجہ نصیب ہوتا ہے‘‘۔[صحیح بخاری: ۵۷۳۴]

اس لئے ہمیں اس پہلو پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔

احتیاط علاج سے بہتر ہے:

یہ بات بھی یاد رہے کہ احتیاط علاج سے بہتر ہے، یہ توکل کے منافی نہیں، نہ ہی تقدیر بالایمان کے منافی ہے، بلکہ جس طرح تقدیر پر ایمان اور اللہ پر توکل عین مطلوب ہے، ایسے ہی احتیاطی تدابیر اور علاج کو اختیار کرنا بھی واجب ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھک دیا کرو، مشکیزوں کے منہ بند کر دیا کرو، یا باندھ دیا کرو، کیونکہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے کہ جس میں وباء نازل ہوتی ہے، اس وباء کا ایک حصہ کھلے برتنوں اور منہ کھلے مشکیزوں میں اتر جایا کرتا ہے‘‘۔[صحیح مسلم: ۲۱۱۴] آپ ﷺ نے یہاں بیماری سے بچنے کی ایک احتیاطی تدبیر بتائی ہے۔

اہل علم لکھتے ہیں کہ: ’’نبی ﷺ نے نازل ہونے والی وباء سے متعلق جس وقت اس عظیم احتیاطی تدبیر کی تلقین کی تھی، اس وقت طبی دنیا کو اس کا پتہ بھی نہیں تھا‘‘۔[زاد المعاد لابن القیم] لہذا تدبیر اور احتیاط کرنا ضروری ہے۔

اسی طرح وہ تجربات جو شریعت کے منافی نہیں ہیں وہ بھی بہت اہم ہیں، بہت مشہور واقعہ ہے کہ ایک صحابی رسول کو پتھر لگا، ان کا سر زخمی ہوگیا، اتفاق سے غسل کی حاجت پیش آگئی، انہوں نے لوگوں سے رخصت کا سوال کیا، انہیں جواب دیا گیا کہ کہا رخصت ہے، غسل کرنا ضروری ہوگا، چنانچہ غسل کرا دیا گیا، اور یوں ان کی موت ہوگئی، آپ ﷺ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کر دے، انہوں نے تو قتل کر دیا''۔[سنن أبي داود: ۳۳۶]

یعنی وہ تدبیر واحتیاط جو کسی بیماری میں ضروری ہے، تجربے کی ہے اس کو اختیار کرنا دیکھئے کتنا ضروری ہے، اس لئے یہ سمجھنا کہ احتیاط اور بچاؤ کا راستہ اختیار کرنا توکل وتقدیر کے منافی ہے یہ قطعاً غلط ہے۔

آپ ﷺ کی مشہور حدیث ہے کہ: ''اونٹ کو باندھو پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرو''۔[سنن الترمذی: ۲۵۱۷]

اسی لئے جب دنیا کے بڑے علماء نے، سعودی عرب کے کبار علماء کے بورڈ نے جب اس بیماری کے تعلق سے عالمی سطح کی تنظیم کی ہدایتوں کی روشنی میں غور کیا تو انہوں نے فوری طور پر فتویٰ دیا کہ جب لوگوں کا ایک ساتھ اکٹھا ہونا اس بیماری کے پھیلنے کا بہت بڑا ذریعہ ہوسکتا ہے تو اکٹھا نہ ہوا جائے، جمعہ اور جماعتیں بھی موقوف کی جائیں۔ چنانچہ اس پر اسلامی حکومتوں نے عمل درآمد بھی کیا، پھر ساری دنیا میں اس پر عمل درآمد شروع ہوا۔

تھوڑے دنوں تک کچھ لوگوں نے اس کی مخالفتیں کیں، لیکن بعد میں لوگوں کو اندازہ ہوا، اور لوگوں نے غور کیا کہ صحیح بات یہی ہے کہ شریعت میں جب تکلیفوں میں رخصت موجود ہے تو اس

وباء میں جہاں جمع ہونا خطرے کا سبب ہے اور فاصلے بنائے رکھنا ضروری ہے، تو یہ ضروری ٹھہرا کہ اس پر عمل کیا جائے ۔ بہر کیف جہاں جہاں جتنی تاخیر ہوئی انہیں بعد میں احساس ہوا، اور انہوں نے وہی فیصلہ کیا جو اہل علم نے کیا تھا۔ جہاں جہاں مخالفتوں کا صدور ہوا انہیں دوبادہ اس کے اعادے سے بچنا ضروری ہے۔

گندی سیاست سے بچنے کی ضرورت:

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسی صورت حال میں کہ جب ہر طرف لاک ڈاؤن چل رہا تھا، بعض مسجدوں میں، بعض عوامی مقامات پر شوشل ڈسٹنسنگ کے عام ہدایتوں کی مخالفتیں ہوئیں، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ مخالفتیں دانستہ اور پری پلان ہوئیں، جو لوگ دانستہ اور پری پلان کی باتیں کر کے مرکز نظام الدین اور اُس عوامی بھیڑ کو جو نکل کر اپنے وطن اور اپنے اہل وعیال میں جانا چاہتی تھی اس کے خلاف جنہوں نے باتیں کی ہیں وہ عصبیت وجاہلیت اور فرقہ وارانہ ذہنیتوں پر مبنی ہیں۔

مرکز نظام الدین میں اگر غلطیاں ہوئیں ہیں، یا جہاں جہاں رسمی غیر رسمی عوامی سطح پر لاک ڈاؤن اور شوشل ڈسٹنسنگ کی مخالفت ہوئی ہے اس پر سیر یسلی غور کرنا چاہئے ۔ اور ایسے حالات میں جب دنیا اور ہمارا ملک وباء میں مبتلا ہوتا چلا جا رہا ہے ایسے حالات میں اس طرح کی گندی سیاستوں سے، اور گندی میڈیائی انداز سے بچنے کی ضرورت ہے۔

مسلمان شماتت اعداء (جگ ہنسائی) سے بچیں:

ایک بات اور کہ سارے مسلمانوں کو شماتت اعداء سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنی

چاہئے، سمجھدار مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ ایک بہت بڑا طبقہ ایسا ہے جو مسلمانوں کے خلاف رات دن جھوٹے پروپیگنڈوں کے ذریعہ ان کو بدنام کرنے کے لئے سازشوں میں لگا ہے، ایسی صورت حال میں مسلمانوں کی بہت بڑی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ ہم کہیں ایسا موقع دانستہ نہ دیں کہ لوگوں کو ہمارے خلاف پروپیگنڈے کا موقع اور جواز فراہم ہوسکے۔

آپ ﷺ کتنی فکرمندی سے یہ کہا کرتے تھے کہ: ''اے اللہ ہم سے اور ہمارے ساتھیوں سے ایسا کوئی کام سرزد نہ ہوجائے جس کو بنیاد بنا کر کے دشمن ہنسیں''۔ [صحیح مسلم: ۲۷۰۷] لہذا اس کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

اس لئے شوشل ڈسٹنسنگ کے نظام اور اسلامی وطبی تدبیر پر عمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کہیں بھی بالخصوص مسلم محلوں میں، یا مسجدوں اور مذہبی مقامات میں اکٹھا ہونے سے بھی بچیں۔

✪ بڑے علماء کے فتووں کی قدر کریں:

اس موقع پر ایک اور نصیحت یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی ہمارے بڑے علماء، ہماری جماعت کے ذمہ دار اور دنیا کے بڑے علماء جب بات کریں، اور ان سے اختلاف کی کوئی شکل ذہن میں آئے تب بھی تھوڑا انتظار کر کے بات کرنی چاہئے، اگر انتظار کر کے بات کی جائے، علماء آپس میں رابطے بحال کریں تو بہت ساری ان غلطیوں، غلط نتائج سے بچا جاسکتا ہے جن سے انسان دو چار ہوجاتا ہے، اسی لئے اہل نے یہ بات کہی ہے کہ علماء جب الگ

الگ ملکوں و بلاد میں ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے رابطے نہیں ہوتے ہیں، اس وجہ سے فتوے الگ الگ ہوجایا کرتے ہیں، اس موقع پر جو صورت حال ہمارے سامنے پیش آئی ہے اس میں ہمارے لئے سبق ہے۔

✪ ہمارے لئے دعائیں اصل ہیں:

ایک بات یہ بھی ذہن نشین رہے کہ ہمارے لئے دعائیں اصل ہیں، دعاؤں کے سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''یہ دعائیں نازل شدہ اور لاحق شدہ مصیبتوں اور بیماریوں سے نجات ہی کے لئے نہیں بلکہ دعائیں مصیبتوں سے بچنے کے لئے بھی کام آتی ہیں''۔[سنن الترمذی:۳۵۴۸]

لہٰذا اس کا کرنا بھی ضروری ہے، احتیاطی تدابیر اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، ہماری حکومت اور عالمی ادارہ صحت وغیرہ سے جو ہدایتیں آئی ہیں اسی احتیاطی تدابیر کی ایک کڑی ہے۔ جو علاقہ اور حلقہ اس کرونا کی وباء سے بچا ہوا ہے یہ احتیاطی تدبیر ان کو بچانے کے لئے ہے۔اس احتیاطی تدبیر پر ہمیں عمل کرنا چاہیئے اور جس حد تک ہم احتیاطی تدبیر کر رہے ہیں ویسے ہی آئندہ بھی وباء ٹلنے تک کرنا ضروری ہے۔

✪ ابھی بھی جمعہ کے بجائے ظہر گھروں میں پڑھیں:

جمعہ کے لئے ہماری وہی ہدایت ہے جو جماعت، علماء، امت، اور طبی اداروں کی ہے، کہ ہم فاصلے بنائے رکھیں، جمعہ و جماعتیں مسجدوں میں موقوف ہیں وہ ابھی موقوف رہیں، یہ

بات اس لئے کہی جارہی ہے کہ کچھ لوگ آج بھی یہ سوال کررہے ہیں کہ کیا ہم چند لوگ اگر مسجدوں میں نماز پڑھ لیں تو کیا حرج ہے؟ اگر چند لوگ گھروں میں جمع ہو کر جمعہ ادا کرلیں تو کیا حرج ہے؟ اپنی بلنڈگ یا گھر کی چھت پر کچھ لوگ جمع ہو کر نماز ادا کرلیں تو کیا حرج ہے؟ واضح رہے کہ یہ بد احتیاطی ہے، یہ شریعت اور قانون کے اصول اور تقاضئے احتیاط کے خلاف ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

اہم شخصیات کی طرف سے مفید ہدایات جاری رہنی چاہئے:

تالہ بندی یعنی لاک ڈاؤن کے اس پیریئڈ میں حکومت کے ساتھ تمام سماجی، دینی، اہم شخصیات کی طرف سے مسلسل ہدایت جاری رہنی چاہئے، الحمدللہ جاری ہیں، اس پر عمل درآمد بھی ہونا چاہئے، عمل درآمد بھی ایک حد تک ہوتا ہے، لیکن جو خامیاں اور کمیاں موجود ہیں ان کو دور کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

اس لاک ڈاؤن کے پیریئڈ میں جو ایک طرح کی خراب صورت حال کئی پہلوؤں سے بنتی جارہی ہے اس پر بھی حکومت اور اداروں کو غور کرنے کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر حضرات و دیگر عمال کو خراج تحسین:

حکومت کی طرف سے جو اس بیماری سے بچاؤ کے لئے تدبیریں کرنے والے ادارے، عمال، بالخصوص ڈاکٹر حضرات جو سرکاری یا پرائیویٹ کہیں بھی کام کرتے ہیں، جماعت کی طرف سے ان کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں، ہم ان کی کوششوں کو تالی، تھالی بجا

کر کے سلام کرنے کے بجائے دل کی گہرائیوں سے ان کی کوششوں کو صد آفریں کہتا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس بلاء میں جو عملہ لوگوں کی خدمات میں لگا ہوا ہے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے، اور ان کے لئے دل کی گہرائیوں سے ایک نہیں ہزار بار مبارک باد اور نیک تمنائیں ہیں۔

حاجت مندوں کی خبر گیری اور ہماری ذمہ داری:

اس وبائی صورت حال میں کروڑہا کروڑ لوگ متاثر ہیں، لیکن بڑی خوش آئند بات ہے کہ حکومت (مرکزی وصوبائی) کی طرف سے ان کو مدد پہونچانے کے لئے بڑی کوششوں کی باتیں ہو رہی ہیں، اللہ کرے زمینی سطح پر بھی ایسے ہی ہو جیسے ہم میڈیا میں سن رہے ہیں، اور یہ بھی بڑی خوش آئند بات ہے کہ سماج کا وہ طبقہ جو کسی جماعت یا تنظیم یا کسی سوسائٹی سے جڑا ہوا ہے، یا وہ لوگ جو ذمہ دار ہیں صاحب خیر ہیں، لوگوں کی خبر گیری، ہمدری، ان کے کھانے پینے، دوا علاج کے لئے کافی سرگرداں ہیں، ان سے جماعتی تنظیمی اور حکومی سطح پر اپیل بھی کی گئی کہ لوگ ایک دوسرے کی مدد کریں۔

ایک دسرے کی مدد کا یہ نظارہ دیکھ کر کے ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے شریعت اور فطرت کا تقاضا ہے کہ "تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ"، لوگ سوسائٹی وار، مسجد وار، حلقہ وار ایک دوسرے کی خبر گیری میں لگے ہیں، ابھی اور بھی تقاضے ہیں، اور ہو سکتے ہیں، مزید آگے بڑھ کر اس میں کام کرنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

رب العالمین اس بلاء سے دنیا کو تو سبق لینے کی توفیق دے، دنیا ظلم و جور اور فساد سے جو بھری ہے جس میں ہمارے آپ کے ہاتھ اِنوال ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ اپنے ہاتھوں پھیلائے ہوئے فساد سے صلاح و اصلاح کی طرف آئیں اور دنیا اس سے نجات حاصل کرے، رب العالمین اس وباء کو جس طرح تو نے نازل کیا ہے اسی طرح اپنی رحمت خاص سے نجات دے دے۔آمین

وآخر دعوانا أن الحمدلله رب العالمين